اور بعد میں ان کا مطالعہ بھی کرتے رہتے ہیں' اس لیے وہ جو درس دیتے ہیں۔ اس پر پورا عبور رکھتے ہیں۔ وہ محض مطالعہ کر کے درس نہیں دیتے بلکہ پڑھنے اور سمجھنے کے بعد درس دیتے ہیں اس لیے وہ پورے اطمینان کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دے سکتے ہیں (ع - م)۔

عشر کے جدید مسائل: ایک وضاحت

س : "رسائل و مسائل" (جنوری ۹۹) میں آپ نے فرمایا ہے کہ بڑے زمین دار اپنے طور پر اخراجات منہا کیے بغیر عشر کا تعین کریں اور چھوٹے زمین دار اخراجات منہا کر کے بقیہ میں سے عشر ادا کریں۔ میں خود بھی اور کچھ دیگر زراعت پیشہ دوست بھی اس جواب سے اور مسئلے کی اس نوعیت سے مطمئن نہیں ہیں۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ چھوٹے اور بڑے زمین دار کا تعین کون کرے؟ کیا فارمولا ہو جو معروف ہو سکے؟ دوسرا سوال یہ ہے چھوٹے زمین دار کی اپنی کاشت سے جہاں آمدن کم ہو گی' وہاں فصل پر اٹھنے والے اخراجات بھی کم ہوں گے اور بڑے زمین دار کی جہاں فصل کی مقدار زیادہ ہو گی وہاں فصل بنانے پر اس کے اخراجات بھی زیادہ اٹھتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ لوگوں کو حیلہ سازی کے مواقع ملیں گے۔ جس طرح ہسپتالوں میں فیس اور علاج کے اخراجات یا بچوں کو محکمہ تعلیم سے وظائف دلوانے کے لیے لوگ اپنی آمدنی کے جھوٹے سرٹیفکیٹ بنواتے ہیں۔ آیندہ اسلامی حکومت بنے گی تو عاملین کے ساتھ حیلہ سازی کی جائے گی۔

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ اکثر علما احناف اس پر متفق ہیں کہ کاریز' نہر' چشمہ اور بارانی پانی کی فصل میں دسواں حصہ عشر ہے' جب کہ ٹیوب ویل یا دیگر ایسا پانی جس پر خرچ آتا ہو اس کی فصل میں سے بیسواں حصہ یعنی ۵ فی صد ہے۔ یہ متفقہ بھی ہے اور سادہ اور آسان بھی۔ ازراہ کرم اس مسئلے پر سیرحاصل بحث فرمائیں تاکہ بات واضح ہو جائے۔ فارمولا متعین صورت میں ہو اور معروف و مروج ہو جائے۔

ج : آپ نے عشر کے بارے میں استفسار پر جو اشکالات پیش کیے ہیں اس کی وضاحت یہ ہے کہ اصل تو یہی ہے کہ عشر کل پیداوار میں سے ادا کیا جائے۔ جمہور کا یہی مسلک ہے اور فتویٰ اسی پر ہے۔ لیکن بعض حضرات' صحابہ کرامؓ ' حضرت عبداللہ بن عباسؓ ' حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور بعض تابعین کے نزدیک بعض اخراجات' مثلاً ایسے اخراجات جو زمین پر قرض لے کر کیے ہوں' وہ منہا کیے جا سکتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کا بھی یہی مسلک ہے اور بعض کے نزدیک کل اخراجات منہا کیے جا سکتے ہیں۔ حضرت عطاؒ تابعی کا

یہی مسلک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ گھریلو قرضوں کو بھی منہا کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور شارح ترمذی ابن عربی کی بھی یہی تحقیق ہے۔ انھوں نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ نبی کریمؐ اپنے عاملین کو ایک تہائی یا ایک چوتھائی منہا کر کے عشر لینے کی تلقین فرماتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اتنی مقدار اخراجات میں چلی جاتی ہے۔ نیز نبیؐ کے فرمان: لَیْسَ فِیْ مَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ "پانچ وسقوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے" سے چھوٹے زمین دار کا تعین ہو جاتا ہے۔

اس تفصیل سے یہ حقیقت سامنے آ جاتی ہے کہ اخراجات کا مسئلہ اجتہادی نوعیت رکھتا ہے لہٰذا اصول تو اسی کو بنایا جائے کہ اخراجات منہا کیے بغیر عشر دیا جائے۔ لیکن اگر ایک آدمی پیداواری اخراجات کی وجہ سے اس قدر زیربار ہو گیا ہو کہ پیداواری اخراجات منہا کیے بغیر وہ عشر ادا کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو' تو پھر ایسی حاجت شدیدہ کی صورت میں ان فقہا کے اجتہاد پر عمل کر سکتا ہے جن کے نزدیک اخراجات منہا کرنے کی اجازت ہے۔ چھوٹے زمین داروں سے اسی قسم کے زمین دار مراد ہیں جن کی پیداوار تھوڑی ہو یا وہ پیداواری اخراجات کی وجہ سے بہت زیادہ زیربار ہو چکے ہوں کہ وہ خود بھی فقرا اور مساکین کے زمرے میں آ گئے ہوں۔ میں نے اپنے جواب کے آخر میں وضاحت سے لکھا تھا کہ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اخراجات کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ یہ اس وقت ہے جب کہ زمین دار غریب ہو' صاحب استطاعت نہ ہو اور اخراجات کو منہا کیے بغیر بوجھ تلے دب جائے۔ اسے دوسروں کی طرف سوال کے لیے رجوع کرنا پڑے اور قرض اٹھانا پڑے۔ اس کی دلیل بھی مذکورہ حدیث ہی ہے۔ یعنی اَلصَّدَقَةُ عَنْ ظَھْرِ غِنیً "صدقہ مال دار کی پشت پر ہے"۔

امید ہے کہ اس وضاحت کے بعد آپ مطمئن ہو جائیں گے (ع - م)۔

۹۴' ۹۵' ۹۶' ۹۷' ۹۸ کے ۶۰ شمارے ۱۰ جلدوں میں

ترجمان القرآن کی گذشتہ ۵ سال کی دیدہ زیب جلدیں دستیاب ہیں

فی جلد: ۱۱۰ روپے رعایتی قیمت: ۷۰ روپے

مکمل سیٹ: ۷۰۰ روپے

اہل ذوق اور لائبریریوں کے ذمہ دار توجہ فرمائیں (ڈاک خرچ بذمہ خریدار)

مینیجر ترجمان القرآن' ۵ اے ذیلدار پارک' اچھرہ' لاہور فون: 7585590